علاوہ مظفرآباد پاکستان کا ''امیر ترین'' ضلع ہونے کے ناتے یہاں سے کافی ٹیکس حاصل ہوسکتا ہے۔

تجویز کی **دوسری صورت** یہ ہوسکتی ہے کہ پانچویں صوبے کو وسعت دینے کے لیے چترال، کوہستان اور ہزارہ وغیرہ کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

تیسری تجویز موجودہ سیاسی بیداری اور جمہوری شعور سے بہرہ ور تعلیم یافتہ لوگوں کی نظر میں انتہائی گھٹیا ہوگی؛ لیکن گلگت بلتستان کے غریب عوام کو ٹیکسوں سے چھوٹ ملنے کا ''واحد ذریعہ'' ہے کہ یہاں کے عوام ٹیکسوں سے مستقل نجات اور سبسڈی کے اجراء کی شرط پر صوبائی حقوق کے مطالبے سے دستبردار ہو کر حسب سابق وفاقی حکومت کے تابع رہنے کا مطالبہ شروع کریں۔

❁❁❁ ❁❁❁ ❁❁❁

سعودی حکومت کا ایک قابل قدر اقدام

سعودی حکومت نے مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں تصاویر کھینچنے اور ویڈیوز بنانے پر پابندی عائد کی ہے۔ غیر ملکی میڈیا کے مطابق سعودی وزارتِ خارجہ نے مملکت میں تمام غیر ملکی سفارت خانوں کو ہدایت جاری کی ہے کہ وہ مسجد الحرام اور مسجد نبوی آنے والے اپنے معتمرین اور عازمین حج کو آگاہ کردیں کہ اپنے موبائل یا کیمروں سے سلفیاں اور تصاویر نہ بنائیں۔ خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

سعودی وزارت حج کا کہنا ہے کہ حرمین شریفین اور مسجد نبوی میں تصاویر اور ویڈیوز پر پابندی اس لیے عائد کی گئی ہے کہ بعض معتمرین اور حجاج کرام اپنا قیمتی وقت تصویروں پر ضائع کردیتے ہیں، جس کی وجہ سے دیگر لوگوں کی عبادات میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ زائرین مسجد الحرام کے اندر اور باہر تصاویر لے کر سوشل میڈیا پر اپ لوڈ بھی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے سکیورٹی خدشات میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ لہٰذا تمام زائرین لاگو کیے گئے قانون پر سختی سے عمل پیرا ہوں؛ بصورتِ دیگر ان کے موبائل فون اور کیمرے ضبط کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں۔ (روزنامہ کے ٹو ۲۷ نومبر ۲۰۱۷ء)

❁❁❁ ❁❁❁ ❁❁❁

درس قرآن مجید

تراثِ رحمانی در فوائد قرآنی

ڈاکٹر محمد اسماعیل امین

قال اللہ تعالیٰ: اَفَتَطۡمَعُوۡنَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا لَكُمۡ وَقَدۡ كَانَ فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوۡنَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡهُ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ۝

ترجمہ: ''کیا تم خواہش کرتے ہیں کہ وہ تمہارے لیے ایمان لے آئیں؟ حالانکہ یقیناً ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے تھے، پھر اسے جانتے بوجھتے بدل دیتے تھے۔''

سابقہ آیات سے ربط اور مختصر تفسیر

سابقہ آیات میں بنو اسرائیل کے عناد، سرکشیوں، غیر ضروری سوالوں اور اللہ پاک کے احکام پر عمل پیرا نہ ہونے کا تذکرہ ہوا، اور یہودیوں کے ہاں اللہ تعالیٰ کے مختلف معجزات کے ظاہر ہونے کے باوجود ان کے اندر جذبہ اطاعت پیدا نہ ہونے کی وجہ سے ان کے دل سخت ہوئے تھے۔ اس حالت میں مسلمانوں کا ان کے اسلام قبول کرنے کی امید اور خواہش بالکل بے سود تھی۔

زیر تفسیر آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: کیا اب بھی تم لوگ اس امید پر ہو کہ یہود تمہارے دین حق کو قبول کر لیں گے؟! حالانکہ سابقہ گناہوں کے علاوہ ان کے آباء واجداد کی تاریخ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی مقدس ترین کتاب تورات کو بھی معاف نہیں کیا، اسے سننے جاننے کے باوجود وہ اس میں تحریف کرتے تھے۔

﴿اَفتطمعون﴾ میں ہمزہ انکاری ہے۔ یعنی ایسے لوگوں کے ایمان لانے کی قطعاً امید نہیں رکھنا چاہیے۔ ف حرف عطف ہے۔ تطمعون: طمعَ يطمعُ طمعًا سے فعل مضارع جمع حاضر ہے۔ الطمع شدید رغبت کے ساتھ کسی چیز کی امید رکھنے کو کہا جاتا ہے۔ ﴿اَفتطمعون﴾ میں خطاب نبی کریم ﷺ اور اصحاب کرام کے لیے ہے۔

امام قرطبیؒ کہتے ہیں: چونکہ مدینہ میں یہود انصاری مسلمانوں کے پڑوسی اور زمانہ جاہلیت میں ان کے حلیف تھے، اس لیے وہ بڑے خواہش مند تھے کہ وہ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوں۔ ایک قول کے مطابق یہ خطاب صرف نبی کریم ﷺ کو ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو یہودیوں کی تکذیب سے زیادہ پریشانی ہوتی تھی۔ اس لیے گویا آپ کو ان کی تاریخ اور حالیہ کردار کی روشنی میں تسلی دی جا رہی ہے کہ ان کی جانب سے سرد مہری دیکھ کر آپ پریشان نہ ہوں۔ تیسرے قول کے مطابق یہ خطاب نبی کریم ﷺ سمیت تمام مسلمانوں کے لیے ہے، اور یہی قول راجح ہے۔

﴿أن یؤمنوا لکم﴾ میں أن کی وجہ سے یؤمنوا منصوب ہے۔ اس لیے اس سے نون حذف ہوا ہے۔

﴿أن یؤمنوا لکم﴾ کے معنی میں دو احتمالات ہیں: ۱: ایمان بمعنی تصدیق ہے۔ یعنی تم یہ امید نہ رکھو کہ یہودی تمہاری باتوں کی تصدیق کریں گے۔ ۲: یؤمنوا لأجلکم یعنی تم یہ امید نہ رکھو کہ یہ لوگ تمہاری دعوت پر ایمان اور اسلام قبول کریں گے؛ کیونکہ یہ اس قوم سے بہت بعید ہے۔

﴿وقد کانَ فریقٌ منهم......﴾ میں و حال کے لیے ہے۔ قد تحقیق کے لیے ہے اور یہ جملہ یؤمنوا واو جماعہ سے حال واقع ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔ فریق اسم کان ہے، اور اس کی خبر ﴿یسمعون کلام الله﴾ جملہ ہے۔ اور فریق 'تفرُّق' سے فعیل کے وزن پر اسم جمع ہے۔ جو لوگوں کی جماعت اور گروپ کو کہا جاتا ہے۔ فریق کا اپنے لفظ سے مفرد نہیں آتا، لیکن اس کی جمع قلت أفرِقَةٌ اور جمع کثرت أفرِقاء آتی ہے۔ منهم سے مراد بنو اسرائیل ہیں۔ یسمعون کلامَ الله میں کلام الله سے تورات مراد ہے۔ ثم یحرفونه میں ثم تراخی یعنی ''بعد میں'' کا معنی دیتا ہے۔ اور یحرفونه میں ضمیر کا مرجع کلام الله ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالی کے کلام کو سننے کے بعد اس میں تحریف کرتے ہیں۔ اور تحریف تغییر و تبدیل اور اپنی اصل جہت اور سمت سے پھیر لینے کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ عربی میں کہا جاتا ہے: حرّفتُ الدابة جب جانور کو اس کی سمت سے کسی اور جانب پھیر دے۔ اور یہودیوں کی تحریف کے بارے میں سلف سے مختلف روایات منقول ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے:

۱: تحریف کرنے والے ان کے علماء تھے۔

۲: یہود نبی کریم ﷺ کی تورات میں مذکور صفات میں تحریف اور تاویل کرتے تھے۔

۳: تورات میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال، حق کو باطل اور باطل کو حق کرتے تھے۔ اپنے طاقتور خاندانوں سے حدود کو معاف کراتے تھے۔ اور کوئی صاحب حق اپنا حق لینے کے لیے اگر رشوت لے کر آ جائے تو اس کے حق میں فیصلہ دیتے تھے اور اگر باطل والا رشوت لے کر آ جائے تب بھی اس کے حق میں تورات سے دلیل تراش کر فیصلہ دیتے تھے۔ اگر کسی جانب سے رشوت نہ ملے تو حق پر مبنی فیصلہ سناتے تھے۔ اسی پر اللہ سبحانہ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی: ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝﴾

﴿مِن بعد ما عقلوه﴾ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھنے کے بعد اس میں تحریف کرتے تھے اور عقلوا فعل ماضی جمع مذکر ہے۔ اور ھم ضمیر مستتر فاعل ہے۔ اور یہ عقل سے مشتق ہے۔ کیونکہ انسان اپنی عقل کے ذریعے کسی معاملے کو سمجھتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے عقلہ یعنی اس نے اسے سمجھ لیا۔ اور عقلوہ میں ضمیر کا مرجع وہی کلام اللہ ہے، جس میں انہوں نے تحریف کی۔ وھم یعلمون میں واو حال کے لیے ہے۔ یعنی تحریف حرام ہونے کا علم ہونے کے باوجود وہ تحریف سے باز نہیں آتے تھے اور جان بوجھ کر اللہ کے حدود سے تجاوز کرتے اور گناہوں کے مرتکب ہوتے تھے۔

انظر التفاسیر التالیة: [الطبری، القرطبی، ابن کثیر، الشوکانی، البغوی، السعدی، ابن العثیمین]

آیت مبارکہ سے مستنبط فوائد

فائدہ نمبر ۱: ﴿افتطمعون ان یؤمنوا لکم﴾ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے کہا جا رہا ہے کہ تم اپنے زمانے کے یہودیوں سے ایمان کی توقع نہ رکھیں، کیونکہ ان کے سامنے اتنے معجزات ظاہر نہیں ہوئے، جبکہ ان کے اسلاف کے سامنے بڑے بڑے معجزات ظاہر ہونے کے ساتھ وہ اپنے انبیاء کرام کی زبانی اللہ تعالیٰ کا کلام پاک سنتے تھے۔ ایک تفسیر کے مطابق کلام الٰہی کو بلا واسطہ سننے کے باوجود وہ کلام اللہ

میں تحریف کرتے تھے، تو تمہارے زمانے کے یہود کا ایمان نہ لانا اتنا عجوبہ نہیں۔ اس لیے تم ان سے امید نہ رکھیں۔ اور جو ایمان لانے کے ظاہری اسباب کے باوجود ایمان نہیں لاتا، تو ان کا مخفی امور پر ایمان لانا بہت زیادہ بعید ہے۔ اس لیے جو شخص کلام الٰہی سننے کے بعد تحریف کرے، اس کو حق بات تسلیم کرنے اور ایمان لانے کی توفیق کم ہوتی ہے، اس شخص سے جس نے کلام اللہ نہ سنا ہو، نہ اس کو دین کا علم ہو۔ [الطبری، ابن العثیمین]

فائدہ نمبر۲: نبی کریم ﷺ کو لوگوں سے، عموماً بالخصوص یہودیوں کے ایمان قبول نہ کرنے پر پریشانی ہوتی تھی، تو زیر تفسیر آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے ان کے حالات سے آگاہ کر رہے ہیں۔ یہ بہت زیادہ سرکش قوم ہیں، ان پر آپ اور آپ کے صحابہ پریشان نہ ہوں کیونکہ ان سے ایمان کی امید نہیں رکھنا چاہیے۔ [ابن العثیمین]

فائدہ نمبر۳: آیت مبارکہ میں جن لوگوں کے ایمان پر ناامیدی بتائی جارہی ہے وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے کے یہودی ہیں، لیکن جن سے تحریف واقع ہوئی وہ ان کے اسلاف تھے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانے کے یہودی بھی اپنے اسلاف کے کرتوتوں سے نفرت نہیں کرتے بلکہ انہیں مستحسن سمجھتے تھے، اور ان کے طریقوں اور مذہب پر قائم تھے۔ تو حکماً وہ بھی ویسے ہیں جیسے ان کے اسلاف تھے۔

[الطبری، معارف القرآن]

فائدہ نمبر۴: ﴿یسمعون کلام اللہ﴾ میں کلام کی نسبت اللہ کی طرف ہوئی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی صفت کلام ثابت ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام مسموع آواز اور مفہوم حروف کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ وہ اللہ کے کلام کو سنتے تھے۔ اللہ کی صفت کلام، لفظ اور معنیٰ دونوں پر مشتمل ہے۔ اور اس میں فرقہ اشاعرہ وغیرہ پر رد ہے، جو کہتے ہیں کہ کلام اللہ سے مراد صرف اس کا معنیٰ ہے، باقی حروف اور اصوات اللہ کا کلام نہیں ہے۔ اس پر تفصیلی رد کتب عقائد میں موجود ہے۔ [ابن العثیمین]

فائدہ نمبر۵: ﴿وقد كان فريق منهم يسمعون كلام الله﴾ کلام اللہ کو سن کر تحریف کرنے والے گروہ

کون تھے؟ اس میں علماء ومفسرین سے دو قول منقول ہیں:

ا: ان سے مراد بنی اسرائیل میں سے وہ ستر لوگ ہیں، جو حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور گئے تھے تو انہوں نے کلام الٰہی بلا واسطہ سنا تھا، لیکن انہوں نے بعد میں اپنی قوم کے پاس آ کر اس میں تحریف کی۔ انہوں نے اللہ سے اوامر کی پابندی کے ساتھ عمل کرنے کی تلقین سنی، لیکن انہوں نے اپنی قوم میں جا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان اوامر پر عمل کرنے میں اختیار دیا ہے کہ تم چاہو تو عمل کرو اور چاہو تو نہ کرو۔ اس قول کی تائید آیت کے سیاق سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ گروہ کے کلام اللہ سننے کو ایک مخصوص نعمت کے طور پر ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے بعد اس میں تحریف کرنے کی بڑی مذمت کی۔ اگر کلام اللہ سے مراد تورات ہوتا اسے دوسرے بھی سنتے ہیں۔ اس لیے اس طرح کے مخصوص انداز میں اس سننے کا تذکرہ نہ ہوتا۔ اس رائے کو امام طبری نے راجح قرار دیا ہے۔

امام مجاہد سے صحیح سند سے مروی ہے کہ کلام اللہ میں تحریف کرنے والا گروہ بنی اسرائیل کے علماء ہیں جو سوچے سمجھے بغیر اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر تورات میں تحریف کرتے تھے۔

﴿یسمعون کلام اللہ﴾ سے مراد بلا واسطہ سننا ہے، جس طرح حضرت موسیٰ نے سنا تھا، اس طرح سننا کوئی لازمی نہیں۔ بلکہ انبیاء کے زبانی یا قاری کے زبانی سنے، تو بھی ان پر ﴿یسمعون کلام اللہ﴾ کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بارے میں فرمایا: ﴿وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ﴾ اور یہ قول آیت کے سیاق کے زیادہ موافق ہے۔ کیونکہ آیت میں مضارع کا صیغہ استعمال ہوا ہے: یسمعونہ ثم یحرفونہ جو حال کا معنی ادا کرتا ہے۔ یعنی یہ لوگ اب بھی تحریف کر رہے ہیں۔ اور اسی قول میں عموم بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہی قول زیادہ راجح ہے۔ اس قول کے قائلین سابقہ قول والوں پر رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر اس سے حضرت موسیٰ کے ساتھ جانے والے ستر آدمی مراد ہیں، جنہوں نے بلا واسطہ حضرت موسیٰ کی طرح کلام الٰہی سنا تھا، تو اس صورت میں حضرت موسیٰ کا اللہ سے بلا واسطہ کلام سننے اور ہم کلام ہونے کی خصوصیت اور فضیلت

ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ اس عمل میں حضرت موسی کے ساتھ دوسرے بھی شریک تھے۔ اور اسی قول کو امام قرطبی اور ابن کثیر وغیرہ نے ترجیح دی ہے۔ [الطبری، ابن کثیر، القرطبی، البغوی، ابن العثیمین]

فائدہ نمبر ٦: ﴿ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه وهم یعلمون﴾ سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہود کلام الٰہی میں تحریف کرتے تھے۔ اور کتاب الٰہی میں تحریف کرنا یہود ونصاریٰ کی قبیح ترین صفت ہے۔ لیکن کیا یہود ونصاریٰ تورات وانجیل کے الفاظ میں بھی تحریف کرتے تھے یا صرف معانی میں تحریف کرتے تھے؟ کیا انہوں نے مکمل تورات اور انجیل میں تحریف کی یا اس کے کچھ حصوں میں؟ اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے: حافظ ابن حجر نے اس میں چار اقوال نقل کیے ہیں: ١: مکمل تورات اور انجیل میں واقع ہوئی، لیکن یہ قول درست نہیں۔ کیونکہ دلائل اس کے خلاف ہیں۔ ٢: تورات اور انجیل کے اکثر حصے میں تحریف ہوئی ہے۔ ٣: دونوں کتابوں کے تھوڑے حصوں میں تحریف ہوئی اور اکثر حصے محفوظ تھے۔ ان تینوں اقوال کے مطابق تحریف الفاظ میں ہوئی ہے۔ ٤: تورات وانجیل کے معانی، مفہوم اور تفسیر میں تحریف ہوئی ہے۔ جبکہ الفاظ میں تحریف نہیں ہوئی۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور اسی قول کو حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف بھی منسوب کیا ہے، لیکن اس موقف کو حضرت ابن عباس کی طرف نسبت دینے میں اشکال ہے، کیونکہ ان سے مذکورہ قول کی ترجیح میں کوئی صریح روایت نہیں ملتی۔ بلکہ امام بخاریؒ نے کتاب الشھادۃ باب لا یسئل أهل الشرک عن الشهادۃ وغیرها کے تحت ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے: یا معشر المسلمین کیف تسألون أهل الکتاب وکتابکم الذی انزل علی نبیه ﷺ أحدث الأخبار بالله تقرؤونه لم یشب وقد حدثکم الله أن أهل الکتاب بدلوا ما کتب الله وغیروا بأیدیهم الکتاب فقالوا هذا من عند الله لیشتروا به ثمنا قلیلا. [البخاری مع الفتح ٥: ٣٦٥ ح: ٢٦٨٥] اس اثر سے واضح ہوتا ہے کہ ابن عباس کا موقف بھی جمہور کی طرح ہے کہ تحریف لفظی ومعنوی دونوں طرح ہوئی ہے۔ البتہ امام بخاریؒ نے کتاب التوحید باب قول الله ﴿بل هو قرآن مجید ○ فی لوح محفوظ ○﴾ میں ﴿ما یلفظ من قول إلا لدیه رقیب عتید ○﴾ [ق] کی تفسیر میں ایک اثر نقل

کیا ہے: وقال ابن عباس: یکتب الخیر والشر پھر فرمایا: یحرفونہ: یزیلون ولیس أحد یزیل لفظ کتاب من کتب اللہ عزوجل، ولکنھم یحرفونہ یتأولونہ عن غیر تأویلہ. [ ] غالباً شاہ صاحبؒ نے اسی عبارت سے ابن عباس کا مذہب اختیار کیا ہوگا، لیکن یہ اثر حضرت ابن عباس کی ترجیح پر صریح دلیل نہیں ہے؛ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ولیس أحد یزیل لفظ کتاب اللہ ......ابن عباس کا قول نہ ہو، بلکہ امام بخاری کی اپنی عبارت ہو، جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے علامہ ابن الملقنؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: تورات میں صرف تحریف معنوی ہوئی ہے والاقول امام بخاری کا ہے۔ واللہ أعلم [فتح الباری ۱۳/ ٦٤٠]

بہر حال راجح موقف یہی ہے کہ تورات اور انجیل میں تحریف لفظی اور تحریف معنوی دونوں ہوئی ہے۔ کیونکہ تحریف معنوی تو فرقہ پرست متعصب علماء سوء کے ہاتھوں سے قرآن مجید میں بھی واقع ہوتی رہتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت کی خود ذمہ داری لے رکھی ہے: ﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝﴾ [الحجر ۹] جبکہ تورات کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىۃَ فِیۡہَا ہُدًی وَّنُوۡرٌ ۚ یَحۡکُمُ بِہَا النَّبِیُّوۡنَ الَّذِیۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَالرَّبّٰنِیُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ کِتٰبِ اللّٰہِ وَکَانُوۡا عَلَیۡہِ شُہَدَآءَ﴾ [المائدۃ ٩١] معلوم ہوا کہ تورات کی حفاظت کی ذمہ داری ان کے علماء کے سپرد تھی، اور ان کے علماء کے بگڑنے کے ساتھ ساتھ تورات وانجیل میں تحریف لفظی ومعنوی واقع ہوئی جس کی تصریح قرآن میں بھی آئی ہے: ﴿فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ یَکۡتُبُوۡنَ الۡکِتٰبَ بِاَیۡدِیۡہِمۡ ٭ ثُمَّ یَقُوۡلُوۡنَ ہٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ لِیَشۡتَرُوۡا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا﴾ [البقرۃ ٧٩] بعض علماء نے حضرت ابن عباس کی طرف منسوب قول یعنی تورات میں صرف تحریف معنوی ہوئی' کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ یہود بالقصد لفظی تحریف نہیں کرتے تھے، بلکہ ان کے اسلاف نے اپنے فہم کے مطابق تورات کی جو مراد لکھی تھی، بعد کے آنے والوں نے اسے اصل تورات میں داخل کر دیا۔ اس وہ تفسیر تورات کے ساتھ مخلوط ہوگئی۔ ﴾ [فیض الباری ٤/ ٥٣٧ بحوالہ الخیر الکثیر شرح الفوز الکبیر للشیخ محمد امین پالنپوری صفحہ ١٣٦] علامہ حافظ ابن تیمیہ نے نصوص کتاب وسنت کو یکجا کرنے کے بعد ایک معتدلانہ موقف پیش کیا

ہے، جو میرے ہاں بھی پسندیدہ ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ یہود ونصاری سے تحریف لفظی بھی واقع ہوئی، لیکن اللہ نے نبی ﷺ کے زمانے میں موجود یہودیوں سے کہا گیا کہ تورات وانجیل پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ اس میں ہدایت موجود ہے۔ ﴿وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ فِيهَا حُكْمُ اللهِ﴾ [ ]، ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرٰةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ﴾ [ ]، ﴿وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فِيهِ﴾ [ ]: ﴿قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ﴾ ان تمام نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی تحریف کے باوجود تورات اور انجیل کے تمام نسخوں میں تحریف واقع نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ نبی کریم ﷺ کے زمانے تک ان کے پاس کچھ نسخے ایسے بھی تھے، جن میں تحریف نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈانٹ پلائی کہ تم لوگ تورات اور انجیل پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ [مجموع فتاوى ابن تيمية ١٣/١٠٢، ١٠٦]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل کتاب اپنی مقدس آسمانی کتابوں میں لفظی اور معنوی تحریف کے مرتکب ہوتے تھے۔ لیکن اگر آج تورات اور انجیل کا کوئی اصلی نسخہ بغیر کسی تحریف کے مل جائے تب بھی یہ مسلمہ اور بالاجماع حقیقت ہے کہ قرآن کے نزول اور ہمارے نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد تورات اور انجیل مکمل منسوخ ہو چکے ہیں۔ اور قیامت تک ہدایت اور نجات کے لیے صرف قرآن پاک اور آخری نبی ﷺ کی سنت مطہرہ ہی معتبر ہے۔ واللہ أعلم

فائدہ نمبر ۷: آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ علماء یہود کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کے پاس علم ہونے کے باوجود اپنی خواہشات اور دنیاوی مفادات اور حب جاہ وریاست کی وجہ سے اپنی مقدس کتابوں میں تحریف کرتے تھے۔ آیت مبارکہ میں انہی معاند علماء جو حق واضح ہو جانے کے باوجود اپنی تأویلات فاسدہ اور تحریفات ضلالہ کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، ان کی مذمت کے ساتھ انہیں ڈرایا کہ ان کے لیے حق کی طرف ہدایت ملنے کی امید نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ کا قانون ہے: ﴿جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ الجزاء من جنس العمل کہ جب انہوں نے حق واضح ہونے اور علم رکھنے کے باوجود تحریف